ڈاکٹر بلند اقبال

کہانیوں میں انسان کے باطنی مسائل کا اظہار

تجزیہ نگار: تسلیم الٰہی زلفیؔ (کینیڈا)

ہم دیکھتے ہیں کہ اردو افسانہ نگاری مختلف تجرباتی مراحل طے کرنے کے بعد بالآخر کہانی کی طرف لوٹ آئی اور افسانہ نگاروں کی واپسی اِس امر کی دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے کہانی پن کی بنیادی اور تاریخی حقیقت کو تسلیم کرلیا ہے اور اس بات کا اعتراف بھی برملا ہوگیا ہے کہ کہانی اور انسان کا رشتہ صدیوں پرانا ہے۔ یہ جنم جنم کا ساتھ کبھی ختم نہیں ہوسکتا' کہانی انسان سے راز کہتی ہے' اس کے راز سُنتی ہے۔۔ یوں ایک ہمسفر دوست' ساتھی اور ہمراز کے طور پر کہانی انسان سے وابستہ رہتی ہے۔ کہانی سے تجریدیت تک کے سفر میں افسانہ نگاروں نے کھویا تو شاید کچھ نہیں' لیکن حاصل بہت کچھ کیا ہے' اس کا اندازہ ہمیں ان کہانی کاروں کو پڑھ کر ہوتا ہے جنھوں نے روزِ اوّل سے ہی کہانی کی بنیادی حیثیت سے اپنا رشتہ استوار رکھا اور وہ رفتہ رفتہ کہانی کو مرحلہ وار جدیدیت سے ہم آہنگ کرتے رہے۔ خوبصورت کہانیوں کے مجموعہ ''فرشتے کے آنسو' کے خالق ڈاکٹر بلند اقبال البتّہ اس بکھیڑے سے بچ گئے کہ انہوں نے ابھی پانچ سال قبل ہی اِس میدان میں قدم رکھا اور جدید تر کہانی لکھنے والوں میں شامل ہوگئے۔ ایک فزیشن ہونے کے ناتے انہوں نے اپنے مریضوں کی نبض پر اپنی انگلیاں رکھ کر ان کے مرض کی تشخیص کی اور پھر ان کے درد کا درماں بھی کیا۔ گویا معاشرے کے نبّاض مسیحا بن گئے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے ایک کہانی کار کی حیثیت سے' اپنے مشاہدے اور تجربے کو بروئے کار لاتے ہوئے' اِس میدان میں قدم رکھا تو ان کی کہانیوں کو ادبی حلقوں میں بالعموم اور باذوق معاشرے میں بالخصوص بیحد پزیرائی مِلی۔

بلند اقبال ایک ایسے قلم کار ہیں جنھوں نے کہانی پن میں نئے طرزِ احساس کو شامل کرکے جدید افسانے کو نئی جہت عطاء کی' انہوں نے ایک طرف تو آج کے مشینی تہذیبی پھیلاؤ کو کہانی کا حصّہ بنایا اور دوسری طرف کہانی کہنے اور لکھنے کی فطری انداز کو اختیار کرکے روایت اور جدّت کا خوبصورت امتزاج پیش کیا اور یہ ثابت کیا کہ ابھی کہانی کا دامن اتنا وسیع ہے کہ اس میں بڑے بڑے موضوعات کو سمیٹا جاسکتا ہے۔

''فرشتے کے آنسو' بلند اقبال کی زندہ کہانیوں کا ایسا مجموعہ ہے جنھیں پڑھتے ہوئے ہم خود کو ایک رواں دواں معاشرے میں سانس لیتے محسوس کرتے ہیں۔ عام فہم مشاہدوں اور زندگی کے عمومی تجربوں سے بڑے نتائج کی دریافت بلند اقبال کی کہانیوں کا بنیادی خاصہ ہے۔

بلند اقبال کی کہانیوں کے کردار بڑے شناسا اور ہماری زندگی کے جیتے جاگتے لوگ ہیں' جن کی باتیں ہمیں اپنی توجہ کا مرکز بناتی ہیں اور ہم ان سے پوری کہانی میں خود محوِ کلام رہتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں تخلیق اور قاری کے درمیان کوئی دیوار حائل نہیں رہتی اور قاری کہانی کے ساتھ اس طرح پیوست ہوجاتا ہے کہ خود کو اس کہانی کا حصّہ سمجھتا ہے اور دراصل یہی اچھے تخلیق کار کی کامیابی کی دلیل ہوتی ہے۔ ''فرشتے کے آنسو' میں بلند اقبال قدم قدم پر ایک کامیاب تخلیق کار کے طور پر خود کو تسلیم کرواتے ہیں۔ اردو افسانوں میں شاید یہ کتاب ان چند کتابوں میں سے ایک ہے جس میں کسی طرح کا غیر ضروری تکلّف یا الجھن کا احساس نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس ہر کہانی میں قاری کو اپنی

ذات کے کسی گمشدہ گوشے سے آ گاہی ہوتی ہے۔اور یوں لگتا ہے مصنّف غیر محسوس طور پر قاری کو اپنے فن کا حصّہ بنالیتا ہے اور دونوں کے مابین تخلیق ایک رابطے کا کام دیتی ہے۔

بلند اقبال کا انداز نہایت سادہ اور بے تکلّفانہ ہے۔سادگئ اظہار کے ساتھ معاشرتی مسائل کو مصوّر کرنے کا عمل اور فرد کی حیثیت کے لیے فنکارانہ تگ ودو جا بجا دکھائی دیتی ہے۔بلؔند کا موضوع موجودہ سماج میں گمشدہ فرد کی تلاش اور نئے انسان کے باطنی مسائل کو زیرِ بحث لانا ہے۔ان کی کہانیوں کا ماحول فضاء اور تاثرات بہت خوشگوار اور صحت مند دکھائی دیتے ہیں۔امید ہے کہ ان کی یہ فنکارانہ کاوش اردو کہانی نویسی میں ایک اہم باب کا اضافہ ثابت ہوگی اور کہانی نگاری کی روایت کو حقیقی معنوں میں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرے گی۔

☆☆☆